Title:	**علم الفرائض کی بنیادی اہم مباحث: تعارف واہمیت** **Foundational Concepts of Islamic Inheritance Law: Introduction and Significance**
Author (s) & Affiliation (s)	1. **Wajid Irshad** PhD Scholar Islamic Studies, Gift University Gujranwala, Pakistan wajid.babber018@gmail.com
History:	**Received**: Sep. 21, 2023, **Reviewed**: Sep. 28, 2023, **Accepted**: Sep. 29, 2023, **Available Online**: Sep. 30, 2023
Citation:	Wajid Irshad (2023), "علم الفرائض کی بنیادی اہم مباحث: تعارف واہمیت - Foundational Concepts of Islamic Inheritance Law: Introduction and Significance. *Tanāẓur*, 4, no.2 (2023): pp. 631-615
Copyright:	© The Authors
Conflict of Interest:	Author(s) declared no conflict of interest
Homepage:	http://tanazur.com.pk/index.php/tanazur/index

جلد: ۳، شمارہ: ۳، جولائی-ستمبر ۲۰۲۳

علم الفرائض کی بنیادی اہم مباحث: تعارف واہمیت

Foundational Concepts of Islamic Inheritance Law: Introduction and Significance

واجد ارشاد[1]

Abstract:

The field of Islamic inheritance law, known as "علم الفرائض," encompasses fundamental principles crucial to understanding the distribution of assets according to Islamic jurisprudence. This paper introduces and explores the significance of key concepts within this discipline, shedding light on its theoretical underpinnings and practical implications. Through an analysis of foundational principles, such as the classification of heirs, the calculation of shares, and the execution of bequests, this study elucidates the intricate framework governing inheritance in Islam. By delving into the historical context and contemporary relevance of these principles, it highlights their enduring importance in legal practice and societal cohesion. Understanding these fundamental concepts is essential for scholars, practitioners, and policymakers engaging with Islamic inheritance law.

Keywords: Islamic Law, Inheritance, Islamic Jurisprudence, Heirs, Asset Distribution, Legal Practice.

تمہید:

علم الفرائض شرعی قوانین میں مشکل ترین اور اہم موضوع ہے، اس کے احکام اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے خود نازل فرمائے ہیں، کسی بھی شخص کو ان احکام میں کمی و بیشی کی قطعاً اجازت نہیں ہے اس موضوع پر قرن اول سے لے کر آج تک بسیار کتب لکھی گئیں، جن میں سے زیادہ تر کتب عربی زبان میں یا پھر اگر اردو میں لکھی بھی گئیں تو محض عربی کتب کا ترجمہ محسوس ہوتی ہیں اور تحریر کرتے وقت قدیم اسلوب کو ہی مد نظر رکھا گیا ہے، جس وجہ سے قاری اس فن سے صحیح طرح مستفید نہیں ہو پاتا، ذہنی الجھاؤ کا شکار رہتا ہے اور اکثر مباحث قاری پر گڈ مڈ ہو جاتی ہیں، مزید بر آں جیسا کہ یہ ایک مشکل ترین فن ہے جس سے اکثر لوگ نابلد ہیں، اس آرٹیکل میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس کا فن کا بنیادی تعارف اس انداز میں کروا دیا جائے کہ جس کو پڑھ لینے کے بعد ہر عام و خاص کو اس فن کی کافی حد تک معلومات حاصل ہو جائیں اور اس فن میں دلچسپی رکھنے والے افراد کے لئے سیکھنے کی راہ ہموار و آسان ہو سکے۔

---

1 پی ایچ ڈی اسکالر علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ

اسلام اور تقسیم دولت: اسلام نے ارتکاز دولت کو روکنے و گردش دولت میں اضافہ کرنے اور معاشرے میں دولت کی منصفانہ تقسیم کے لئے بڑے مؤثر اقدامات (قانونی اقدامات، اختیاری اقدامات) تجویز کئے ہیں۔

قانونی اقدامات کی اقسام: 1۔ مثبت اقدامات 2۔ ممنوع اقدامات

مثبت اقدامات کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ نظام زکوۃ کا قیام، مال غنیمت اور رکاز میں سے خمس نکالنے کا حکم 2۔ قانون وراثت

جبکہ ممنوع اقدامات درج ذیل ہیں۔ 1۔ ارتکاز دولت کی ممانعت 2۔ سود کی حرمت 3۔ حرام اشیاء کی خرید و فروخت 4۔ اسراف اور بخل کی ممانعت 5۔ سٹہ بازی کی ممانعت 6۔ دھوکہ دہی کے معاملات کی ممانعت

اختیاری اقدامات 1۔ صدقات نافلہ کی ترغیبات اور بعض صورتوں میں وجوب 2۔ انفاق العفو 3۔ اوقاف 4۔ ان کے علاوہ مزید اقدامات

اس تفصیل میں سے ہمارے موضوع کے متعلقہ قانونی اقدامات کی قسم مثبت اقدامات میں سے قانون وراثت ہے، جسے علم الفرائض یا علم المیراث کہتے ہیں[2]۔ اسلامی قوانین وراثت شریعت میں بہت زیادہ اہمیت کے حامل ہیں، اس کے قوانین قرآن اور سنت نبوی سے ماخوذ ہیں، قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر میت کے ماں، باپ، بیٹا، بیٹی، خاوند، بیوی اور بھائی، بہنوں کی وراثت کو بالتفصیل بیان کیا ہے، اور جن وارثوں کا بیان قرآن کریم میں موجود نہیں ہے، سنت نبوی نے ان وارثوں کے حقوق کی وضاحت کر دی ہے، مثلاً دادی، نانی اور پوتے کی وراثت اسی طرح اصحاب الفرائض کی موجودگی میں عصبہ کی وراثت وغیرہ اور اگر ان کے علاوہ کوئی قضیہ رہ گیا تھا جس کا قرآن کریم اور حدیث میں ذکر نہیں ہے تو اُسے سیدنا ابو بکر اور سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں صحابہ کے اجماع سے حل کر لیا گیا تھا، جیسا کے میراث الجد مع الاخوۃ (دادا کے ہمراہ عینی اور علاتی بھائی، بہنوں) کی وراثت اور دیگر مسئلہ مشترکہ، مسئلہ عمریتین، مسئلہ اکدریہ، نیز عول اور رد کے مسائل وغیرہ ان کا حل سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں کیا گیا تھا۔ نبی اکرم ﷺ نے خود اپنی زندگی میں وراثت کے قوانین کی تعلیم دیا کرتے تھے اور کبھی کبھی وراثت کے مسائل کے بارے میں صحابہ سے سوال وجواب بھی کیا کرتے تھے جیسا کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ کے متعلق ارشاد فرمایا کہ **"ان افرضکم زید"**[3] یعنی وراثت کے مسائل کو حل کرنے کے بارے میں میرے صحابہ میں سے زید سب سے زیادہ ماہر ہیں، اور نبی اکرم ﷺ اپنے صحابہ کو وراثت کا علم سیکھنے کی ترغیب دیا کرتے تھے، ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

" تعلموا الفرائض و علموه الناس فَإِنِّي امْرِؤٌ مَقْبُوضٌ وَإِنَّ الْعِلْمَ سَيُقْبَضُ حَتَّى يَخْتَلِفَ الرَّجُلَانِ فِي الْفَرِيضَةِ فَلاَ يَجِدَانِ مَنْ يُخْبِرُهُمَا بِهَا"[4]

---

[2] پروفیسر عظمت، عبد الحمید۔ اسلامی معاشیات۔ لاہور: علمی کتب خانہ 2014ء، ص: 237

[3] ابن الاثیر، علی بن محمد الجزری۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ دار ابن حزم، 2012ء، ج: 2، ص: 327

[4] النیسابوري، محمد بن عبد اللہ الحاکم۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت: دار الکتب العلمیۃ 1990ء، ج: 4، ص: 369، رقم الحدیث: 7951

(تم قرآن سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، اور میراث سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ یقیناً میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں گا (قرآن اور میراث) کا علم اٹھالیا جائے گا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور عنقریب وراثت کی تقسیم میں دو لوگوں کے مابین جھگڑا ہو جائے گا تو اُن کے درمیان فیصلہ کرنے والا کوئی نہ ملے گا۔

ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تعلموا الفرائض وعلموها فإنه نصف العلم . وهو ينسى . وهو أول شئ ينزع من أمتى "[5]

(فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ، یقیناً یہ آدھا علم ہے اور یہ بھلا دیا جائے گا، اور یہ پہلا علم ہو گا جو میری امت سے اٹھالیا جائے گا)

مذکورہ روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو وراثت کا علم سیکھنا چاہئے کیونکہ دیگر علوم کے مقابلہ میں علم میراث کو سیکھنے کی بہت اہمیت ہے۔

ابن عیینہؒ کہتے ہیں علم المیراث کو اس لئے "نصف العلم" کہا گیا ہے کہ مرنے کے بعد ہر مسلمان کا اس سے واسطہ پڑتا ہے۔

میراث سے متعلق قرآنی آیات

"يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ فَإِنْ كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ وَلِأَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ إِنْ كَانَ لَهُ وَلَدٌ فَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ وَلَدٌ وَوَرِثَهُ أَبَوَاهُ فَلِأُمِّهِ الثُّلُثُ فَإِنْ كَانَ لَهُ إِخْوَةٌ فَلِأُمِّهِ السُّدُسُ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِي بِهَا أَوْ دَيْنٍ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ لَا تَدْرُونَ أَيُّهُمْ أَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلِيمًا حَكِيمًا"[6]

(اللہ تعالیٰ تمہاری اولاد کے بارے میں تاکیداً حکم دیتا ہے کہ مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہو گا۔ اگر اولاد میں صرف لڑکیاں ہی ہوں اور وہ دو سے زائد ہوں تو ان کا ترکہ سے دو تہائی حصہ ہے اور اگر ایک ہی ہو تو اس کا ترکہ کا نصف حصہ ہے۔ اگر میت کی اولاد بھی ہو اور والدین بھی تو والدین میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اگر میت کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث صرف والدین ہوں تو ماں کا تہائی حصہ ہے اور اگر اس کے بہن بھائی بھی ہوں تو ماں کا چھٹا حصہ ہے اور یہ تقسیم میت کا قرضہ اور اس کی وصیت ادا کرنے کے بعد ہو گی۔ تم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ تمہیں فائدہ پہنچانے کے لحاظ سے تمہارے والدین اور تمہاری اولاد میں سے کون تمہارے قریب تر ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں یقینا اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور حکمت والا ہے)

"وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ أَزْوَاجُكُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُنَّ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصِينَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ إِنْ لَمْ يَكُنْ لَكُمْ وَلَدٌ فَإِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوصُونَ بِهَا أَوْ دَيْنٍ وَإِنْ كَانَ رَجُلٌ يُورَثُ كَلَالَةً أَوِ امْرَأَةٌ وَلَهُ أَخٌ أَوْ أُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا السُّدُسُ فَإِنْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْ ذَلِكَ فَهُمْ شُرَكَاءُ فِي الثُّلُثِ مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُوصَى بِهَا أَوْ دَيْنٍ غَيْرَ مُضَارٍّ وَصِيَّةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَلِيمٌ"[7]

---

[5] ابن ماجہ، ابي عبد اللہ محمد بن يزيد القزويني۔ سنن ابن ماجۃ۔ للطباعۃ والنشر والتوزیع: دار الفکر 207ھ، ج:3، ص:188، رقم الحدیث:908

[6] القران، النساء11:4

[7] النساء12:4

(اور تمہاری بیویوں کی اگر اولاد نہ ہو تو ان کے ترکہ سے تمہارا نصف حصہ ہے اور اگر اولاد ہو تو پھر چوتھا حصہ ہے۔ اور یہ تقسیم ترکہ ان کی وصیت کی تعمیل اور ان کا قرضہ ادا کرنے کے بعد ہو گی۔ اور اگر تمہاری اولاد نہ ہو تو بیویوں کا چوتھا حصہ ہے اور اگر اولاد ہو تو پھر آٹھواں حصہ ہے اور یہ تقسیم تمہاری وصیت کی تعمیل اور تمہارے قرضے کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔ اگر میت کلالہ ہو خواہ وہ مرد ہو یا عورت ہو اور اس کا ایک بھائی اور ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کا چھٹا حصہ ہے اور اگر بہن بھائی زیادہ ہوں تو وہ سب تہائی حصہ میں شریک ہوں گے اور یہ تقسیم میت کی وصیت کی تعمیل اور اس کے قرضہ کی ادائیگی کے بعد ہو گی۔ بشرطیکہ اس کے قرضہ کی ادائیگی یا وصیت کی تعمیل میں کسی کو نقصان نہ پہنچ رہا ہو۔ یہ اللہ کی طرف سے مقرر کردہ حصے ہیں اور اللہ سب کچھ جاننے والا اور بردبار ہے)

"لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ وَلِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا تَرَكَ الْوَالِدَانِ وَالْأَقْرَبُونَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ أَوْ كَثُرَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا"[8]

(مردوں کے لیے اس مال سے حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں (اسی طرح) عورتوں کے لیے بھی اس مال سے حصہ ہے جو والدین اور قریبی رشتہ دار چھوڑ جائیں۔ خواہ یہ ترکہ تھوڑا ہو یا زیادہ ہو ہر ایک کا طے شدہ حصہ ہے)

"يَسْتَفْتُونَكَ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِي الْكَلَالَةِ إِنِ امْرُؤٌ هَلَكَ لَيْسَ لَهُ وَلَدٌ وَلَهُ أُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ وَهُوَ يَرِثُهَا إِنْ لَمْ يَكُنْ لَهَا وَلَدٌ فَإِنْ كَانَتَا اثْنَتَيْنِ فَلَهُمَا الثُّلُثَانِ مِمَّا تَرَكَ وَإِنْ كَانُوا إِخْوَةً رِجَالًا وَنِسَاءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ أَنْ تَضِلُّوا وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ"[9]

(لوگ آپ سے کلالہ کے متعلق فتویٰ پوچھتے ہیں۔ آپ ان سے کہئے کہ: اللہ تمہیں اس بارے میں یہ فتویٰ دیتا ہے کہ اگر کوئی شخص لاولد مر جائے اور اس کی ایک بہن ہی ہو تو اسے ترکہ کا نصف ملے گا۔ اور اگر کلالہ عورت ہو (یعنی لاولد ہو) تو اس کا بھائی اس کا وارث ہو گا۔ اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو ترکہ کا دو تہائی ملے گا۔ اور کئی بہن بھائی یعنی مرد اور عورتیں (ملے جلے ہوں) تو مرد کو دو عورتوں کے برابر حصہ ملے گا۔ اللہ تمہارے لیے یہ وضاحت اس لیے کرتا ہے کہ تم بھٹکتے نہ پھرو۔ اور اللہ ہر چیز کو جاننے والا ہے)

"وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ"[10]

(مگر اللہ کے نوشتہ میں خون کے رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً ہر چیز کو خوب جانتا ہے)

"وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَى بِبَعْضٍ فِي كِتَابِ اللَّهِ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ إِلَّا أَنْ تَفْعَلُوا إِلَى أَوْلِيَائِكُمْ مَعْرُوفًا كَانَ ذَلِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا"[11]

(اور کتاب اللہ کی رو سے مومنین اور مہاجرین کی نسبت، رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ (ترکہ کے) حقدار ہیں۔ البتہ اگر تم اپنے دوستوں سے کوئی بھلائی کرنا چاہو (تو کر سکتے ہو) کتاب اللہ میں یہی کچھ لکھا ہوا ہے)

---

[8] النساء7:4

[9] النساء175:4

[10] الانفال75:8

[11] الاحزاب6:33

جلد: ۳، شمارہ: ۳ ، جولائی۔ستمبر ۲۰۲۳

اہل علم عام طور پر علم وراثت کے لئے دونام استعمال کرتے ہیں۔ 1۔ علم المیراث، 2۔ علم الفرائض۔ یہ نام تو مختلف ہیں لیکن ان دونوں کا معنٰی و مفہوم ایک ہی ہے۔

میراث کی تعریفات:

کلمہ میراث باب "ورث یرث" کا مصدر ہے جس کے معنی ہیں "انتقال شئ من شخص الی شخص اخر" یعنی کسی چیز کا ایک شخص سے دوسرے شخص کی طرف منتقل ہو۔

الفرائض کی لغوی تعریف: کلمہ فرائض "فریضۃ" کی جمع ہے۔ یہ "فرض" سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنا ہے۔ اہل زبان کہتے ہیں "فرضت لفلان كذا وكذا اى قطعت له شيئا من المال"[12]

میراث کی اصطلاحی تعریف: علم میراث ایسے قوانین کا مجموعہ ہے جن کے ذریعے یہ جاننا مقصود ہے کہ میت کا کون وارث بنتا ہے اور کون وارث نہیں ہے۔ اور اگر کوئی وارث بنتا ہے تو میت کی جائیداد سے اس کا کتنا حصہ ہے "هو العلم بالقواعد يعرف بها ومن يرث من لا يرث ونصيب كل وارث من التركة"[13]

(ایسا علم جس کے ذریعہ معلوم کیا جائے کہ کون وارث ہے اور کون وارث نہیں اور ترکہ میں سے ہر وارث کا حصہ کیا ہے)

تركة الميت: اس سے مراد میت کا ترکہ ہے۔ وہ نقدی کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے اور زرعی زمینیں بھی ہو سکتا ہے۔

ترکہ کی تعریف: **لغوی معنی:** یہ لفظ "ترک" سے ہے جس کا معنی چھوڑنا ہے۔ **اصطلاحی معنی:** میت فوت ہونے کے بعد جو بھی مال جس شکل میں بھی چھوڑے اسے "ترکہ" کہتے ہیں۔

اگر بات کی جائے ترکہ کے مصارف کی تو میت کے ترکہ کو درج ذیل ترتیب سے مرحلہ وار تقسیم کیا جائے گا اگر پہلے مرحلہ میں ہی سارا مال ختم ہو جائے تو دوسرے کی نوبت نہیں آئے گی ایسے دوسرے میں ختم ہو جائے تو تیسرے، تیسرے میں ختم ہو جائے تو چوتھے کی نوبت نہیں آئے گی۔

1۔ **تجہیز و تکفین:** میت کی تجہیز و تکفین کا انتظام میت کے ترکہ سے کیا جائے گا اور اس میں اوسط درجہ کی اشیاء کا استعمال ہو۔

2۔ **ادائیگی قرض:**

i. اگر میت کے ذمہ ایسا قرض ہے جس کے بدلے کسی کے پاس میت کا کوئی مال بطور گروی رکھا ہوا ہے تو میت کی طرف سے اس قرض کی ادائیگی کر کے گروی رکھا ہوا مال ترکہ میں شامل کریں گے۔

ii. اگر میت کے ذمہ عام قرض ہو اور ہو بھی ایک ہی شخص کا تو اسے مطلوبہ رقم ادا کی جائے گی، اگر قرض کی رقم ترکہ سے زیادہ ہو تو اس صورت میں ترکہ جتنا بھی ہو قرض لینے والے کے حوالے کر دیا جائے گا۔

iii. اگر قرض خواہ ایک سے زائد ہوں اور ترکہ وافر ہو تو سب کا قرض چکا دیا جائے گا بصورت دیگر ہر قرض خواہ کو اس کے قرض کی رقم کی نسبت سے مال دیا جائے گا۔

---

12 لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دارالابلاغ 2010ء، 38

13 ایضاً

.iv اگر میت کے ذمہ اللہ کا قرض ہو مثلاً اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کے ترکہ میں نذر کی رقم کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دی جائے گی۔[14]

یاد رہے کہ دین اللہ (بندے کے ذمہ اللہ کا قرض) کے بارے فقہاء میں اختلاف پایا جاتا ہے جو بالاختصار درج ہے۔

- احناف کے نزدیک اللہ تعالی کا قرض میت کی طرف سے ادا نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ عبادت ہے اور عبات نیت کے بغیر ممکن نہیں لہذا وہ شخص یوم القیامہ اس کا جواب دہ ہو گا۔
- امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ کے نزدیک جملہ دیون میت کی طرف سے ادا کئے جائے گے اسی طرح اللہ تعالی کا قرض بھی ادا کیا جائے گا۔[15]

3۔ **وصیت کی تنفیذ:** اگر میت نے ایک تہائی مال یا پھر اس کم مال کی جائز وصیت کی ہو تو اتنا مال وصیت میں خرچ کیا جائے گا۔ یاد رہے اگر ناجائز کام کے لئے وصیت کی گئی ہو تو اس کی وصیت کو نافذ نہیں کیا جائے گا۔ اگر وصیت ہو بھی جائز کام کی مگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو اس کے مال میں سے صرف ایک تہائی ہی نافذ کی جائے گی کیونکہ متعدد احادیث میں ایک تہائی مال سے زیادہ وصیت کرنا منع ہے۔ مثلاً:

"عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُودُنِي وَأَنَا بِمَكَّةَ، وَهُوَ يَكْرَهُ أَنْ يَمُوتَ بِالْأَرْضِ الَّتِي هَاجَرَ مِنْهَا، قَالَ : " يَرْحَمُ اللَّهُ ابْنَ عَفْرَاءَ ". قُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ، أُوصِي بِمَالِي كُلِّهِ ؟ قَالَ : " لَا ". قُلْتُ : فَالشَّطْرُ ؟ قَالَ : " لَا ". قُلْتُ : الثُّلُثُ ؟ قَالَ : " فَالثُّلُثُ، وَالثُّلُثُ كَثِيرٌ، إِنَّكَ أَنْ تَدَعَ وَرَثَتَكَ أَغْنِيَاءَ خَيْرٌ مِنْ أَنْ تَدَعَهُمْ عَالَةً يَتَكَفَّفُونَ النَّاسَ فِي أَيْدِيهِمْ، وَإِنَّكَ مَهْمَا أَنْفَقْتَ مِنْ نَفَقَةٍ فَإِنَّهَا صَدَقَةٌ، حَتَّى اللُّقْمَةُ الَّتِي تَرْفَعُهَا إِلَى فِي امْرَأَتِكَ، وَعَسَى اللَّهُ أَنْ يَرْفَعَكَ فَيَنْتَفِعَ بِكَ نَاسٌ، وَيُضَرَّ بِكَ آخَرُونَ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ يَوْمَئِذٍ إِلَّا ابْنَةٌ"[16]

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (حجۃ الوداع میں) میری عیادت کو تشریف لائے، میں اس وقت مکہ میں تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس سر زمین پر موت کو پسند نہیں فرماتے تھے جہاں سے کوئی ہجرت کر چکا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ابن عفراء (سعد بن خولہ رضی اللہ عنہ) پر رحم فرمائے۔" میں عرض کیا یارسول اللہ! میں اپنے سارے مال و دولت کی وصیت کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "نہیں" میں نے پوچھا پھر آدھے کی کر دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر بھی یہی فرمایا "نہیں" میں نے پوچھا پھر تہائی کی کر دوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تہائی کی کر سکتے ہو اور یہ بھی بہت ہے، اگر تم اپنے وارثوں کو اپنے پیچھے مالدار چھوڑو تو یہ اس سے بہتر ہے کہ انہیں محتاج چھوڑو کہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے پھریں، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ جب تم اپنی کوئی چیز (اللہ کے لیے خرچ کرو گے) تو وہ خیرات ہے، یہاں تک کہ وہ لقمہ بھی جو تم اپنی بیوی کے منہ میں ڈالو گے (وہ بھی خیرات ہے) اور (ابھی وصیت کرنے کی کوئی

[14] لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دارالابلاغ 2010ء، 40
[15] لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دارالابلاغ 2010ء، 40
[16] صحیح البخاری، رقم الحدیث: 2742

ضرورت بھی نہیں) ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں شفاء دے اور اس کے بعد تم سے بہت سے لوگوں کو فائدہ ہو اور دوسرے بہت سے لوگ (اسلام کے مخالف) نقصان اٹھائیں۔ اس وقت سعد رضی اللہ عنہ کی صرف ایک بیٹی تھی)

نیز اگر وصیت ورثاء کے لئے کی گئی ہو تو وہ بھی نافذ العمل نہیں ہو گی۔ کیونکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے، عَنْ شُرَحْبِيلَ بْنِ مُسْلِمٍ قَالَ : سَمِعْتُ أَبَا أُمَامَةَ قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ أَعْطَى كُلَّ ذِي حَقٍّ حَقَّهُ، فَلَا وَصِيَّةَ لِوَارِثٍ 17۔ (شرحبیل بن مسلم کہتے ہیں میں نے ابو امامہ سے وہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: اللہ عزوجل نے ہر صاحب حق کو اس کا حق دے دیا ہے تو اب وارث کے واسطے وصیت نہیں ہے)۔ بعض اہل علم کے نزدیک ایسے ورثاء جو محروم ہوں ان کے لئے وصیت کرنا جائز ہے۔

4۔ ورثاء میں تقسیم: اسلامی نظام میراث کے تحت ترکہ کی تقسیم ہی علم فرائض کا مقصود ہے۔

مذکورہ بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ سب سے پہلے میت کے متروکہ مال سے اس کی تجہیز و تکفین کی جائے گی، پھر جو مال بچ جائے اس میں سے قرض وغیرہ ادا کئے جائیں گے، پھر بچے ہوئے مال کے زیادہ سے زیادہ تہائی حصہ (1/3) سے میت کی وصیت پوری کی جائے گی، بعد ازیں باقی مال ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

اگر بات کی جائے ارکان میراث کی تو وہ تین ہیں۔(1) مورّث (2) وارث (3) مال موروث (یعنی ترکہ)

i. مورّث: اس سے مقصود "میت" ہے، جس کے ترکہ کو ورثاء کے مابین تقسیم کیا جاتا ہے۔

ii. وارث: اس سے مقصود "میت کا رشتہ دار" ہے جو میت کے ترکہ کا حق دار بن رہا ہو۔

iii. مال موروث: اس سے مقصود میت کا "ترکہ" ہے گرچہ وہ نقدی، زرعی زمین یا مکان وغیرہ کی صورت میں ہو۔[18]

اگر بات کی جائے اسباب میراث کی تو وہ بھی تین ہیں: (1) النکاح (2) النسب (3) الولاء (آزاد کردہ غلام سے آزاد کنندہ کا تعلق)

دلائل: نکاح اور نسب کے دلائل درج ذیل آیات ہیں

يُوْصِيْكُمُ اللهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ * لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَ اِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ ....ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ ؕ اِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا 19

(اللہ تمہاری اولاد کے باب میں تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے اور اگر لڑکیاں دو سے زائد ہیں تو ان کیلئے ترکے کا دو تہائی ہے اور اگر اکیلی ہے تو اس کیلئے آدھا ہے اور میت کے ماں باپ کیلئے، ان میں سے ہر ایک کیلئے، اس کا چھٹا حصہ ہے جو مورث نے چھوڑا اگر میت کے اولاد ہو اور اگر اس کی اولاد نہ ہو اور اس کے وارث ماں باپ ہی ہوں تو اس کی ماں کا حصہ ایک تہائی اور اگر اس کے بھائی بہنیں ہوں تو اس کی ماں کیلئے چھٹا حصہ ہے۔ یہ حصے اس وصیت کی

---

17 سنن ابی داوٗد، رقم الحدیث: 3565، حکم الحدیث: صحیح

18 لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دارالابلاغ 2010ء، 42

19 القران، 11:4

تعمیل یا ادائے قرض کے بعد ہیں، جو وصیت وہ کر جاتا ہے۔ تم اپنے باپوں اور بیٹوں کے متعلق یہ نہیں جان سکتے کہ تمہارے لئے سب سے زیادہ نافع کون ہو گا؟ یہ اللہ کا ٹھہرایا ہوا فریضہ ہے۔ بیشک اللہ ہی علم رکھنے والا حکمت والا ہے)

وَ لَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ ....وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ20

(اور تمہارے لئے اس ترکے کا نصف ہے، جو تمہاری بیویاں چھوڑیں اگر ان کے اولاد نہیں ہے اور اگر ان کے اولاد ہے تو ان کے ترکے میں سے تمہارے لئے چوتھائی ہے، بعد اس وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے، جو وہ کر جائیں اور ان کیلئے چوتھائی ہے تمہارے ترکے کا، اگر تمہارے اولاد نہیں ہے اور اگر تمہارے اولاد ہے تو ان کیلئے آٹھواں حصہ ہے تمہارے ترکے کا اس وصیت کی تعمیل اور ادائے قرض کے بعد، جو تم کر جاؤ۔ اور اگر کسی مرد یا عورت کی وراثت اس حال میں تقسیم ہو کہ نہ اس کے اصول میں کوئی ہو نہ فروع میں اور ایک بھائی یا ایک بہن ہو تو ان میں سے ہر ایک کیلئے چھٹا حصہ ہے اور اگر وہ اس سے زیادہ ہوں تو وہ ایک تہائی میں شریک ہوں گے، اس وصیت کی تعمیل کے بعد جو کی گئی یا ادائے قرض کے بعد، بغیر کسی کو ضرر پہنچائے۔ یہ اللہ کی طرف سے وصیت ہے اور اللہ علم والا اور بُردبار ہے)

يَسْتَفْتُوْنَكَ ؕ قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِى الْكَلٰلَةِ ؕ اِنِ امْرُؤٌا هَلَكَ لَيْسَ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَهٗۤ اُخْتٌ فَلَهَا نِصْفُ مَا تَرَكَ ....ؕ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اَنْ تَضِلُّوْا ؕ وَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ 21

(وہ تم سے فتویٰ پوچھتے ہیں۔ کہہ دو: اللہ تمہیں کلالہ کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے: اگر کوئی شخص مرے، اس کے کوئی اولاد نہ ہو، اس کے ایک بہن ہو تو اس کیلئے اس کے ترکہ کا نصف ہے اور وہ مرد اس بہن کا وارث ہو گا اگر اس بہن کے کوئی اولاد نہ ہو اور اگر بہنیں دو ہوں تو ان کیلئے اس کے ترکہ کا دو تہائی ہو گا اور اگر کئی بھائی بہن مرد عورتیں ہوں تو ایک مرد کیلئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے۔ اللہ تمہارے لئے اس کی وضاحت کرتا ہے کہ (مبادا) تم گمراہی میں پڑ جاؤ اور اللہ ہر چیز کا علم رکھنے والا ہے۔)

اور ولاء کی دلیل آپ ﷺ کا فرمان ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " إِنَّمَا الْوَلَاءُ لِمَنْ أَعْتَقَ"22

(عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ولاء اس کے لئے ہے جس نے غلام کو آزاد کیا)

یاد رہے میراث المطلقہ کے بارے فقہاء کا میں اختلاف پایا جاتا ہے جو باالاختصار درج ہے۔

- اگر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی (پہلی یا دوسری طلاق) دی اور وہ بیوی کی عدت کے دوران خاوند فوت ہو گیا۔ سب فقہاء کے نزدیک وہ بیوی وارث ہو گی۔

---

[20] القران،4:12

[21] القران،4:176

[22] صحیح بخاری، رقم الحدیث:6752

- اور اگر عدت ختم ہونے کے بعد خاوند فوت ہوا تو وہ وارث نہیں بنے گی۔
- اگر خاوند نے اپنی بیوی کو طلاق بائن، بینونہ کبریٰ (تیسری طلاق) دی اور خاوند صحیح وسالم اور تندرست تھا پھر وہ فوت ہو گیا۔ ایسی صورت میں بیوی وارث نہیں ہو گی چاہے اس کی عدت ختم ہو گئی ہو یا نہ۔
- اگر خاوند مرض الموت میں مبتلا ہے۔ اسی حالت میں اس نے اپنی بیوی کو طلاق بائن (بینونہ کبریٰ) دے دی اور خاوند کی نیت اُسے وراثت سے محروم کرنا ہے۔ اس مسئلہ مین فقہاء کے مابین اختلاف پایا جاتا ہے۔
  - امام شافعیؒ کہتے ہیں وہ عورت مطلقاً وارث نہیں ہو گی کیونکہ طلاق بائن واقع ہوئی ہے۔
  - امام ابو حنیفہؒ کہتے ہیں خاوند اگر عورت کی عدت کے دوران فوت ہوا ہے تو وہ وارث ہو گی۔ اگر عدت ختم ہونے کے بعد خاوند فوت ہوا ہے۔ تو وہ عورت وارث نہیں ہو گی۔ اور اگر عورت کے طلب کرنے پر اس نے طلاق دی یا طلاق خلع واقع ہوئی ہو تو وہ مطلقاً وارث نہیں ہو گی۔
  - امام احمدؒ کہتے ہیں وہ عورت ہر حالت مین وارث ہو گی لیکن اگر اس نے عدت ختم ہونے کے بعد کسی دوسرے آدمی سے شادی کر لی تو وارث نہیں ہو گی۔
  - امام مالکؒ کہتے ہیں وہ ہر حالت میں وارث ہو گی، خواہ اس نے عدت ختم ہونے کے بعد شادی کی ہے یا نہیں اور ان کی دلیل یہ۔ سیدنا عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی تمادر کو بیماری کی حالت میں طلاق بائن دی تھی پھر اسی حالت مین وفات پا گئے۔ تو امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے تمادر کو اس کے ترکہ مین سے وراثت دی تھی۔ اور یہی رائے راجح ہے۔[23]

ایسے ہی اگر بات کی جائے شروط میراث کی تو وہ بھی تین ہیں۔

شرط کا لغوی معنی "علامت" ہے اور اصطلاح میں یہ تعریف ہے کہ جس کے عدم سے عدم لازم آئے جبکہ اس کے وجود سے وجود یا عدم لازم نہ ہو وراثت حاصل کرنے کی تین شرطیں ہیں۔[24]

1 مورث کی وفات کا یقین ہو جائے، اور یہ تین ذرائع سے ممکن ہو سکتا ہے

پہلا: معاینہ یعنی آنکھوں سے مردہ حالت میں دیکھ لیا گیا ہو

دوسرا: حکماً، یعنی کسی کے غائب و مفقود ہونے کے باعث قاضی موت کا فیصلہ کر دے۔

تیسرا: تقدیراً، مثلاً کسی حاملہ عورت کو کسی نے مارا جس کے سبب اس کا حمل مردہ حالت میں ساقط ہو گیا، تو اس کے حمل کی دیت اس کے ورثاء میں تقسیم ہو گی، اس صورت حال میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ بچہ پہلے سے پیٹ میں مر چکا تھا بلکہ یہی مانا جائے گا اس حادثہ کے بعد ہی موت طاری ہوئی تھی قبل ازیں وہ زندہ تھا۔

---

[23] لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دارالابلاغ 2010ء، 44

[24] صارم، فاروق اصغر۔ تفہیم المواریث۔ گوجرانوالہ: مدینہ کتاب گھر، ص: 8،9

2 مورث کی موت کے بعد وارث کی حقیقی یا حکمی حیات کا یقین ہو۔(مفقود کو دوران انتظار، اسی حمل کو نطفہ کی حالت میں حکماً باحیات مانا جاتا ہے)

3 وراثت کا سبب معلوم ہو۔

موانع میراث

لفظ "موانع" مانع کی جمع ہے اور مانع کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں۔

(الف) **المانع عن المورثیۃ:** اس سے مراد نبوت ہے جیسا کہ نبی مہربان ﷺ کا فرمان ہے "لانورث ماترکناہ صدقۃ"[25] (ہمارا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا بلکہ جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے)

(ب) **المانع عن الوارثیۃ:** اس سے مراد ایسا مانع اور حاجب ہے جس کی موجودگی کے باعث وارث سے وراثت لینے کی اہلیت ختم ہو جائے۔

یہی دوسری قسم ہی علم میراث میں مقصود ہے جس کی اہل فرض نے تین قسمیں بیان کی ہیں لیکن عند الاحناف ایک مزید چوتھی قسم بھی ہے، پہلے اتفاقی اقسام موانع ذکر کی جاتی ہیں بعد ازیں چوتھی قسم ذکر کی جائے گی۔

وراثت سے موانع: (القتل) (الکافر) (الرق) (اختلاف دارین)

1 **"القتل"** وارث کا اپنے مورث کو قتل کر دینا، قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوگا۔

دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ : " الْقَاتِلُ لَا يَرِثُ "[26]

(ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قاتل وارث نہ ہوگا)

اس کی حکمت یہ ہو سکتی ہے کہ کوئی وارث وراثت حاصل کرنے کے لالچ میں اپنے مورّث کو قتل نہ کر دے۔

قتل کی اقسام:

قتل کی پانچ قسمیں ہیں۔ 1۔ قتل عمد 2۔ قتل شبہ عمد 3۔ قتل خطا 4۔ قتل شبہ خطا 5۔ قتل سبب

قتل عمد: جان بوجھ کر کسی ہتھیار سے یا ہتھیار کے قائم مقام چیز سے قتل کرنے کو قتل عمد کہتے ہیں، اس میں قصاص واجب ہوتا ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

قتل شبہ عمد: جان بوجھ کر کسی ایسی چیز سے قتل کرنا جو نہ ہتھیار ہو اور نہ ہتھیار کے قائم مقام ہو مگر اس سے قتل ہونے کا غالب گمان ہو اس کو قتل شبہ عمد کہتے ہیں، جیسے بڑی لاٹھی وغیرہ اس میں کفارہ اور دیت واجب ہوتی ہے اور قاتل وراثت سے محروم ہوتا ہے۔

---

[25] بخاری، رقم الحدیث: 6730

[26] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث: 2735، حکم الحدیث: صحیح

قتل خطا: کسی مسلمان یا مورث کو شکار سمجھ کر قتل کر دینا اس کو قتل خطا کہتے ہیں، جیسے انسان کسی ہرن کا نشانہ لے کر تیر چلائے، اچانک مورث سامنے آ گیا تیر لگنے سے ہلاک ہو گیا۔

قتل شبہ خطا: انجانے میں قتل ہو جانا جیسے درخت یا چھت سے بے اختیار کسی پر گر جائے جس پر گرے وہ شخص مر جائے ان دونوں (قتل خطا اور قتل شبہ خطا) میں کفارہ اور دیت خفیفہ واجب ہو گی، اور وارث وراثت سے محروم ہو جائے گا۔

قتل بالسبب: قتل سبب کا اختیار کرنا جیسے راستہ پر کنواں کھود دیا اور کنواں کھودنے والے کا رشتہ دار اس میں گر کر مر گیا اس قتل سے عاقلہ پر دیت واجب ہوتی ہے، قاتل وراثت سے محروم نہیں ہو گا۔

2 **"الکافر"** وارث اور مورث میں سے کسی کا غیر مسلم ہونا۔

دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ : " لَا يَرِثُ الْمُسْلِمُ الْكَافِرَ، وَلَا الْكَافِرُ الْمُسْلِمَ" 27

(اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو گا)

3 **"الرق"** وارث کا غلام یا لونڈی ہونا۔

دلیل نبی ﷺ کا یہ فرمان ہے:

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ ، عَنْ أَبِيهِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : " مَنِ ابْتَاعَ --------وَمَنِ ابْتَاعَ عَبْدًا وَلَهُ مَالٌ فَمَالُهُ لِلَّذِي بَاعَهُ، إِلَّا أَنْ يَشْتَرِطَ الْمُبْتَاعُ"28

(سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ نے فرمایا جو شخص کوئی غلام خریدے اور اس کے لئے مال بھی ہو سو اس غلام کا مال آقا کے لئے ہے الا یہ کہ خریدار شرط لگالے)

4 **"اختلاف دارین"**

دو ملکوں کے رہنے والے کافروں کو ایک دوسرے کا ترکہ نہیں ملے گا، مسلمان خواہ کسی بھی ملک میں ہو وہ اپنے رشتہ داروں کے ترکہ کا مستحق ہوں گے، یاد رہے اختلاف کا اعتبار مسلمانوں کے درمیان نہیں ہو گا۔

ہے۔[29]

ورثاء کی فہرست: ورثاء کی فہرست، علم فرائض کے تمام مباحث کا مرکز ہے اس لئے سب سے پہلے ورثاء کی فہرست اچھی طرح سے یاد ہونی چاہئے، میت کے ورثاء درج ذیل چار گروپوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے، اور اسی کی مدد سے ورثاء کی فہرست با آسانی یاد کی جا سکتی ہے۔ اولاً یہ گروپ بالترتیب ذہن میں بٹھالیں، پھر اسی ترتیب کے تحت تمام ورثاء کو یاد کر لیں۔

---

27 صحیح بخاری، رقم الحدیث 6764

28 صحیح بخاری، رقم الحدیث:2379

29 لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دارالابلاغ 2010ء، 46

جلد: ۳، شمارہ: ۳ ، جولائی - ستمبر ۲۰۲۳

گروپ اول: زوجین (شریک حیات) **گروپ دوم:** فروع (نچلی نسل)
گروپ سوم: اصول (اوپری نسل) **گروپ چہارم:** حواشی (کنارے کے رشتہ دار)

ورثاء کی تعداد اور نوعیت:

ورثاء: اصحاب الفرائض اور عصبات مردو خواتین کی کل تعداد "22" ہے، جن میں مرد ورثاء کی تعداد (14) اور خواتین ورثاء کی (8) بنتی ہے۔ ان سارے ورثاء میں یا تو اصحاب الفرائض ہیں، یا عصبہ ہیں، یا ایک ساتھ دونوں ہیں، اصحاب الفرائض کے دلائل الگ الگ آیات و احادیث ہیں اور عصبات کی دلیل حدیث عصبہ ہے۔

ورثاء کی تین قسمیں ہیں: 1 اصحاب الفرائض 2 عصبات 3 ذوی الارحام

1۔ **اصحاب الفرائض:** اصحاب الفرائض سے مراد وہ ورثاء جن کے حصہ کی خاص مقدار متعین کی گئی ہو، مثلاً اخوہ لام (اخیافی بھائی و بہن) کا حصہ "سدس" یا "ثلث" متعین ہے۔ ذوی الفروض مرد ورثاء صرف چار (باپ، دادا، خاوند، اخیافی بھائی) ہیں، ورثاء خواتین میں سے سب عورتیں ذوی الفروض میں سے ہی ہیں، جن کی تعداد "8" (بیوی، بیٹی، پوتی، ماں، دادی، عینی بہن، علاتی بہن، اخیافی بہن،) بنتی ہے، ذوی الفرائض کی تعداد "12" بنتی ہے، جن میں "4" مرد اور "8" عورتیں ہیں۔ مجموعی طور پر ان میں سے "6" (خاوند، بیوی، اخیافی بھائی، اخیافی بہن، ماں۔ دادی) صرف بطور صاحب فرض ہی حصہ لیتے ہیں، کبھی بھی عصبہ نہیں بنتے، جبکہ بقیہ "6" (باپ، دادا، بیٹی، پوتی، عینی بہن، علاتی بہن) بعض حالات میں عصبہ بھی بنتے ہیں۔

جو حصص اللہ سبحانہ وتعالیٰ قرآن مجید میں متعین کر دیئے ہیں ان کو فروض مقدرہ کہتے ہیں جن کی تعداد 6 ہے۔[30]

:1	نصف	(آدھا) یعنی دو میں سے ایک	یا	100 میں سے 50
:2	ربع	(چوتھائی) یعنی چار میں سے ایک	یا	100 میں سے 25
:3	ثمن	(آٹھواں) یعنی آٹھ میں سے ایک	یا	100 میں سے 12.5
:4	ثلثان	(دو تہائی) یعنی تین میں سے دو	یا	100 میں سے 66.66
:5	ثلث	(تہائی) یعنی تین میں سے ایک	یا	100 میں سے 33.33
:6	سدس	(چھٹا) یعنی چھ میں سے ایک	یا	100 میں سے 16.67

2۔ **عصبات:** لفظ "عصبہ" عاصب کی جمع ہے یہ مذکر، مؤنث واحد، جمع سب کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے، اس کی جمع عصبات ہے اس کے معنی گھیرنا اور احاطہ کرنے کے آتے ہیں۔ عصبہ میت کے وہ رشتہ دار جن کا حصہ قرآن و حدیث میں متعین نہ ہو، ذوی الفروض کی عدم موجودگی میں سارے ترکہ کے اور ذوی الفروض کی موجودگی میں ان کے متعین حصص دینے کے بعد باقی بچ جانے والے کل مال کا مستحق ہوتے ہیں۔ عصبہ بننے والا صاحب فرض جیسے (باپ، دادا) اور غیر صاحب فرض جیسے (بیٹا، پوتا، بھائی اور چچا وغیرہ) بھی ہو سکتا ہے۔

عصبہ کی اقسام: عصبہ کی دو بڑی قسمیں ہیں۔ (الف) عصبہ نسبیہ (ب) عصبہ سببیہ

[30] الشیخ، سراج الدین۔ السراجی فی علم المیراث۔ کراچی، ص:7

(الف) عصبہ نسبیہ: اس سے مراد وہ افراد ہیں جن کا میت سے ولادت کا تعلق ہو، جیسے بیٹا بھائی وغیرہ۔

(ب) عصبہ سببیہ: اس سے مراد وہ افراد ہیں جن کا میت سے عتاق (آزادی) کا تعلق ہو۔ جیسے آزاد کنندہ آقا۔

پھر عصبہ نسبی کی تین قسمیں ہیں۔ (الف) عصبہ بنفسہ (ب) عصبہ بغیرہ (ج) عصبہ مع غیرہ

(الف) عصبہ بنفسہ: (بذات خود عصبہ بننا)

عصبہ بنفسہ سے مراد میت کا وہ مذکر رشتہ دار ہے جس کی میت کی طرف نسبت میں عورت کا واسطہ نہ آئے، مثلاً بیٹا، پوتا، سگا بھائی اور علاتی بھائی وغیرہ، ورثاء میں سے خاوند اور اخیافی بھائی عصبہ میں شامل نہیں ہیں کیونکہ خاوند نسبی وارث نہیں اور اخیافی کا میت سے رشتہ جوڑنے میں عورت کا واسطہ آتا ہے، لہذا ان کے علاوہ مذکر ورثاء عصبہ میں شامل ہیں اور روایت عصبہ کا اطلاق بقیہ مذکر ورثاء پر ہوتا ہے روایت عصبہ ملاحظہ ہو۔

" أَلِحقُوا الفَرَائِضَ بأَهْلِهَا فما بَقِي فلأَوْلَىَ رَجُلٍ ذَكَرٍ "[31]

(اصحاب الفرائض کو ان کے حصص دو جو باقی بچ جائے سب سے قریبی مرد رشتہ دار کے لئے ہے)

اس روایت میں دو باتیں بیان ہوئی ہیں ایک یہ کے اصحاب الفرائض سے بچا ہوا مال میت کے بقیہ مرد رشتہ دار کو دینا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ سب سے قریبی مرد رشتہ دار کو دینا ہے اس دوسری بات کی وجہ سے میت کے قریبی مرد رشتہ دار کے ہوتے ہوئے دور کے مرد رشتہ دار کو حصہ نہیں ملے گا۔

عصبہ بنفسہ کی جہات کے اعتبار سے اقسام: جہات کے اعتبار سے عصبہ بنفسہ کی چار قسمیں ہیں۔

الف: **جزءِ میت**	**"فروع"**	ابن (بیٹا)، ابن الابن (پوتا) (بوقت ضرورت + ابن ابن الابن)
ب:	**اصل میت "اصول"**	اب (باپ)، اب الاب (دادا)
ج:	**جزء اب میت "الاخوۃ"**	اخ شقیق (عینی بھائی)، اخ لاب (علاتی بھائی)، ابن الاخ الشقیق (سگا بھتیجا) ابن الاخ لاب (باپ شریک بھتیجا)
د:	**جزء جد میت "العومۃ"**	عم شقیق (سگا چچا)، عم لاب (باپ شریک چچا) ابن عم شقیق (سگا چچازاد)، ابن عم لاب (باپ شریک چچازاد)

عصبہ بغیرہ: (کسی دوسرے کے عصبہ بنانے سے عصبہ بننا)

عصبہ بغیرہ سے مراد وہ خواتین ہیں جو اپنے بھائیوں کی وجہ سے عصبہ بنتی ہیں، عصبہ بغیرہ کہلاتی ہے، ایسی خواتین اکیلے ہونے کی صورت میں نصف اور متعدد ہونے کی صورت میں ثلثان حصہ لیتی ہیں، جن کی تعداد چار ہے۔

عصبہ بغیرہ (فروع) سے:

- بنت (بیٹی) یہ ابن (بیٹے) کے ساتھ ہو تو عصبہ بالغیر ہو گی۔

[31] صحیح بخاری، رقم الحدیث: 6732

- بنت الابن (پوتی) یہ ابن الابن (پوتے کے ساتھ ہو تو عصبہ مع الغیر ہو گی۔

فروع کے عصبہ بغیرہ بننے کی دلیل: "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ * لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ "[32]

(اللہ تمہاری اولاد کے باب میں تمہیں ہدایت دیتا ہے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہے)

عصبہ بغیرہ (حواشی) سے:

- اخت شقیقہ (عینی بہن) یہ اخ شقیق (سگے بھائی) کے ساتھ ہو تو عصبہ مع الغیر ہو گی۔
- اخت لاب (علاتی بہن) یہ اخ لاب (علاتی بھائی) کے ساتھ ہو تو عصبہ مع الغیر ہو گی۔

حواشی کے عصبہ بغیرہ بننے کی دلیل: "وَ اِنْ كَانُوْٓا اِخْوَةً رِّجَالًا وَّ نِسَآءً فَلِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ "[33]

(اور اگر کئی بھائی بہن مرد عورتیں ہوں تو ایک مرد کیلئے دو عورتوں کے برابر حصہ ہے)

عصبہ مع غیرہ: (کسی کی معیت میں عصبہ بننا)

میت کی فروع میں سے جو خواتین عصبہ بغیرہ بنتی ہیں، ان کی معیت میں میت کی بہنیں عصبہ مع الغیر بنتی ہیں، اور عصبہ مع الغیر بننے والی خواتین کی تعداد صرف دو ہے۔

- اخت شقیقہ (عینی بہن) میت کی کسی بھی درجہ کی صرف مؤنث (بیٹی، پوتی نیچے تک) اولاد ہو، مطلب بیٹی یا پوتی بطور صاحب فرض حصہ لے رہی ہوں تو عینی بہن عصبہ مع الغیر بنے گی۔
- اخت لاب (علاتی بہن) میت کی کسی بھی درجہ کی صرف مؤنث (بیٹی، پوتی نیچے تک) اولاد ہو، مطلب بیٹی یا پوتی بطور صاحب فرض حصہ لے رہی ہوں اور میت کی عینی بہن نہ ہو تو اخت لاب (علاتی بہن) عصبہ مع الغیر بن کر حصہ لے گی۔

عصبہ مع غیرہ کی دلیل: عصبہ مع غیرہ بننے کی دلیل ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کردہ درج ذیل روایت ہے جس میں بیان کرتے ہیں کہ نبی مہربان ﷺ نے میت کی فرع مؤنث کے ساتھ میت کی بہن کو عصبہ مع الغیر بنایا، اسی روایت کے تناظر میں یہ اصول بنا کہ "الاخوات مع البنات عصبة" بہنیں میت کی بیٹیوں کے ساتھ عصبہ بنیں گی۔

"سُئِلَ أَبُو مُوسَى ، عَنْ بِنْتٍ ، وَابْنَةِ ابْنٍ ، وَأُخْتٍ ، فَقَالَ : لِلْبِنْتِ النِّصْفُ ، وَلِلْأُخْتِ النِّصْفُ ، وَأْتِ ابْنَ مَسْعُودٍ فَسَيُتَابِعُنِي ، فَسُئِلَ ابْنُ مَسْعُودٍ ، وَأُخْبِرَ بِقَوْلِ أَبِي مُوسَى ، فَقَالَ لَقَدْ ضَلَلْتُ إِذًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُهْتَدِينَ أَقْضِي فِيهَا بِمَا قَضَى النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، لِلِابْنَةِ النِّصْفُ ، وَلِابْنَةِ ابْنٍ السُّدُسُ تَكْمِلَةَ الثُّلُثَيْنِ ، وَمَا بَقِيَ فَلِلْأُخْتِ . فَأَتَيْنَا أَبَا مُوسَى ، فَأَخْبَرْنَاهُ بِقَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ ، فَقَالَ : لَا تَسْأَلُونِي مَا دَامَ هَذَا الْحَبْرُ فِيكُمْ "[34]

(ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں جا، شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور

---

[32] القران،4:11
[33] القران،4:176
[34] صحیح بخاری، رقم الحدیث 6736

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک راستے سے بھٹک گیا۔ میں تو اس میں وہی فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اس طرح دو تہائی پوری ہو جائے گی اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات ان تک پہنچائی تو انہوں نے کہا کہ جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔)

3۔ **ذوی الارحام:** لفظ "ارحام" رحم کی جمع ہے جس کے معنی رشتہ دار کے ہیں فرضی "ذوی الارحام" سے مراد میت کے ایسے رشتہ دار لیتے ہیں جو نہ اصحاب الفرائض میں سے ہوں اور نہ ہی عصبہ ہوں، مثلاً نواسہ، نواسی، خالہ اور ماموں وغیرہ۔ عام طور پر فرضیوں کی اصطلاح میں میت کے وہ رشتہ دار جو مؤنث کے واسطہ سے آئیں، وہ ذوی الارحام کہلاتے ہیں، لیکن یہ قاعدہ کلی نہیں کیونکہ بعض رشتہ دار ایسے ہیں جن کا میت کے ساتھ تعلق مؤنث کے واسطہ سے ہوتا ہے لیکن ان کا شمار ذوی الفروض میں ہوتا ہے، مثلاً جدہ (نانی) اور اخوۃ لام (اخیافی بہن، بھائی) ہاں بعض رشتہ دار ایسے ہوتے ہیں کہ ان کا میت کے ساتھ تعلق مذکر کے واسطہ سے ہوتا ہے، مگر ان کا شمار ذوی الارحام میں ہوتا ہے مثلاً العمۃ الشقیقہ (سگی پھوپھی) اور العمۃ لاب (باپ شریک پھوپھی)۔ ذوی الارحام کو حصہ دینے کی نوبت بہت کم آتی ہے، اس وجہ سے اس قسم پر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہیں۔ کچھ ورثاء ایسے ہیں جو ہر حال میں وارث بنتے ہیں وہ تین مرد اور تین عورتیں ہیں۔[35]

مرد: باپ، بیٹا، خاوند عورتیں: ماں، بیٹی، بیوی

اسلامی قانون وراثت کے اہم نکات

(1) اسلام دولت کو بڑے پیمانے پر تقسیم کرنے اور پھیلانے کا خواہش مند ہے اس کا طریقہ تو یہ ہو سکتا تھا کہ سارا مال بیت المال میں جمع کیا جائے تاکہ سارے افراد فائدہ اٹھائیں۔ لیکن اس کے بجائے اسلام نے دوسرا طریقہ اختیار کیا وہ یہ کہ ترکہ قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے تاکہ بہتر معاشی اثرات مرتب ہوں۔

(2) اسلامی قانون وراثت میں عورتوں کو بھی ترکہ میں حقدار قرار دیا گیا ہے۔

(3) مرنے والا نہ تو اپنے ورثاء کو حق وراثت سے محروم کر سکتا ہے اور نہ ہی ان کے مقرر کردہ حصوں میں ردوبدل کر سکتا ہے۔

(4) اسلام نے میراث میں عمروں کے تفاوت کو مدنظر نہیں رکھا بلکہ سب کو برابر کا حق دار ٹھرایا ہے۔

(5) مرنے والے کو اپنے ترکہ کے بارے زیادہ سے زیادہ ایک تہائی حصہ کسی غیر مستحق کو ترکہ دینے کی وصیت کا حق دیا ہے۔

(6) کسی وارث کے حق میں وصیت نہیں کی جا سکتی اور اس کو اس کے اپنے حصہ سے زیادہ نہیں مل سکتا۔

(7) مرنے والے کو یہ اختیار نہیں کہ وہ ترکہ کسی ایک فرد کو دینے کا اعلان کر دے۔

(8) متوفی (مرنے والے) کو کسی کو متبنیٰ (منہ بولا بیٹا) بنانے کا قانونی حق حاصل نہیں ہے، اگر متوفی لاولد (بے اولاد) تھا اور اس کا کوئی رشتہ دار وارث نہیں تو ترکہ بیت المال میں جمع کیا جائے گا تاکہ پوری امت استفادہ کر سکے۔[36]

---

[35] الشیخ، سراج الدین۔ السراجی فی علم المیراث۔ کراچی، ص:9

[36] پروفیسر عظمت، عبدالحمید۔ اسلامی معاشیات۔ لاہور: علمی کتب خانہ 2014ء، ص:251،252

اسلامی قانون وراثت کے معاشی فوائد:

ارتکاز دولت کا خاتمہ: ارتکاز دولت کے خاتمہ کے لئے اسلام نے مختلف اقدامات کئے ہیں۔سب سے اہم کام زکوۃ کی بطور رکن اسلام فرضیت ہے۔زکوۃ کے علاوہ اسلام صدقات وخیرات پر بہت زور دیتاہے۔اس کے باوجود اگر دولت کا ارتکاز ہے۔تو اس کی گردش کا اہتمام قانون وراثت کی شکل میں کر دیا گیاہے۔جمع شدہ دولت کو ذوی الفروض، عصبات اور ذوی الارحام میں تقسیم کرنے کا منصوبہ دیا گیاہے۔

زرعی پیداوار میں اضافہ: بڑی جاگیروں میں جاگیر دار اپنی زمینوں پر پوری توجہ سے کام نہیں کرواسکتا اور پیداواری عمل میں خود حصہ نہیں لیتا جس کی وجہ سے بھرپور پیداوار حاصل نہیں کی جاسکتی۔اسلامی قانون وراثت کے نتیجہ میں جب زمینوں کی تقسیم ہوگی تو چھوٹے ٹکروں پر نئے مالکان زیادہ محنت اور توجہ کی وجہ سے بہتر پیداوار حاصل کر سکیں گے۔اس کا نتیجہ زرعی پیداوار میں اضافہ قومی پیداوار میں اضافہ اور روزگار کے مواقع جات میں اضافہ ہوتا ہے۔

دولت کی منصفانہ تقسیم: زکوۃ اور قانون وراثت سے دولت کی منصفانہ تقسیم کی راہ ہموار ہوجاتی ہے اور جاگیر داری کا خاتمہ اور ارتکاز دولت میں کمی سے معیشت میں آمدنیوں میں پائے جانے والے تفاوت کو ختم کرنے میں مدد ملے گی۔

پسماندگان کی بہتر معاش: اگر دولت صرف بڑے بیٹے کو ملے یا کچھ ورثاء کو محروم کر دیا جائے تو دوسرے افراد لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلانے پر مجبور ہوں گے لیکن اسلامی قانون وراثت نے ان کو حق دے کر اپنی معاشی حالت کو بہتر بنانے کی بنیاد رکھ دی ہے۔[37]

کتابیات:

- قرآن کریم
- ابن الاثیر، علی بن محمد الجزری۔ اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ۔ دار ابن حزم، 2012ء
- ابن ماجہ، ابي عبد الله محمد بن يزيد القزويني۔ سنن ابن ماجة۔ للطباعة والنشر والتوزيع: دار الفكر 207ھ
- ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، السجستانی۔ سنن ابی داؤد۔ دار الفکر، بیروت 1414ھ
- النيسابوري، محمد بن عبد الله الحاكم۔ المستدرک علی الصحیحین۔ بیروت: دار الكتب العلمية 1990ء
- بخاری، محمد بن اسماعیل، الجعفی۔ الجامع الصحیح۔ دار طوق النجاۃ 1422ھ
- الشیخ، سراج الدین۔ السراجی فی علم المیراث۔ کراچی
- صارم، فاروق اصغر۔ تفہیم المواریث۔ گوجرانوالہ: مدینہ کتاب گھر
- عظمت، پروفیسر، عبد الحمید۔ اسلامی معاشیات۔ لاہور: علمی کتب خانہ 2014ء
- لکھوی، صلاح الدین حیدر۔ اسلام کا قانون وراثت۔ لاہور: دار الابلاغ 2010ء

[37] پروفیسر عظمت، عبد الحمید۔ اسلامی معاشیات۔ لاہور: علمی کتب خانہ 2014ء، ص: 250